بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً ۔ أَمَّا بَعْدُ:

070: باب 33-اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

[آیت(الاعراف:99)، (الحجر:56)، (مسند البزار:106)، (مصنف عبد الرزاق10/459)]

لكتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کے درس میں ایک نئے باب کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب قول الله تعالیٰ" ﴿أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ﴾ اس بات کا بیان اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ﴾ (کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہیں)۔

اس باب میں اور اس باب کے بعد آنے والے بعض ابواب میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئی بات کا آغاز کیا ہے اور وہ ہے دل کے اعمال۔ دل کے عمل کے متعلق بعض باتیں بیان ہو رہی ہیں اور آج کے درس میں دو چیزوں پر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ دی ہے اور مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ دو اہم چیزیں ہیں دل کے اعمال ہیں جس کے دل میں یہ دو چیزیں پائی جائیں تو وہ شخص راہ راست پر ہے صراط مستقیم پر ہے اور وہ شخص کامیابی حاصل کر سکتا ہے، اور جس شخص کے دل میں یہ دو چیزیں نہ ہوں تو وہ شخص گمراہی کے زیادہ قریب ہے اور کامیابی سے بہت دور ہے۔ یہ کون سی دو چیزیں ہیں؟ محبت اور ڈر۔

یہ دو چیزیں تو ہیں لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ان دو چیزوں کو بیان نہیں کیا ہے، ایک تو ڈر ہے دوسرا ہے ڈر کی ضد امید اور امید جو ہے وہ محبت کا نتیجہ ہے یاد رکھیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ جب آپ امید کی بات کرتے ہیں تو محبت لازم آتی ہے کیونکہ آپ جس سے محبت نہیں کرتے اس سے کیا امید رکھتے ہیں آپ! تو ہمیشہ امید اسی سے ہوتی ہے جس کو آپ پسند کرتے ہیں جس سے آپ کو محبت ہو۔

تو الفاظوں کا اختیار کرنا بھی حکمت عملی ہوتی ہے اگرچہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ تین چیزیں بیان کر سکتے تھے کہ محبت ہے ڈر ہے اور امید ہے لیکن شیخ صاحب نے یہاں پر دو چیزوں کو بیان کیا کہ ڈر ہے اور امید ہے اور امید میں محبت کی بنیاد بھی موجود ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں صرف خوف اور ڈر ہی نہیں بلکہ اس باب میں ان شاء اللہ ہم یہ جانیں گے کہ خوف کی حد کیا ہے اور امید کی حد کیا ہے۔

دیکھیں یہ شریعت جو ہے یہ دین جو ہے حکمت اور عمل کا دین ہے اور یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ شریعت میں یا دین اسلام میں کسی ایسی چیز کا تصور ہو جو ناممکن ہے جو کوئی انسان کر نہ سکے، جس چیز پر انسان عمل نہیں کر سکتا وہ دین نہیں ہو سکتا اس لیے ہوا میں اڑنا دین کا حصہ نہیں ہے کیونکہ انسان کے بس میں نہیں کہ وہ ہوا میں اڑے، آپ بیٹھے ہیں ایسے اب اڑ جائیں! ہاں سبب اختیار کر کے جہاز میں سفر کرنا ہے تو الگ بات ہے۔ یہ دین کا حصہ نہیں ہے کہ پہاڑ کو اٹھاؤ، یہ دین کا حصہ نہیں ہے کہ کوئی شخص مٹی کھائے۔ انسان کے بس میں یہ چیزیں نہیں ہیں!

دین اور شریعت وہ ہے جس کی حدیں بیان کر دی گئی ہیں جو اس حد کے اندر ہے وہ دین ہے جو باہر ہے وہ دین نہیں ہے ۔ جو دین کے متعلق جتنی بھی چیزیں ہیں جتنے بھی احکام ہیں، جتنے بھی مسائل ہیں شریعت نے ان کی حدیں بیان کی ہیں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ اس کے بیچ میں ہے۔ کم سے کم ہونا دین سے خارج ہے شریعت کے امور سے خارج ہے اب یہ حکم شرعی نہ رہا دین اسلام سے اس کا تعلق نہ رہا، اور جو زیادہ سے زیادہ سے بھی پار کر جائیں تب بھی یہ طریقہ جو ہے وہ شرعاً نہ رہا۔

اِسی میں سے محبت کی مثال دیکھ لیں آپ کہ محبت شرعی محبت جو ہے جو دل کا عمل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا عبادت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے ہر مسلمان کے اوپر کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی جائے لیکن اس محبت کی کوئی حد ہے یا نہیں ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں "لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ" (مجھے حد سے نہ بڑھانا (کس چیز میں؟ محبت میں، اِطراء کہتے میں محبت سے بڑھنا، محبت کی حدیں پار کرنا) اُس طریقے سے جس طریقے سے نصارٰی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت میں حد پار کر گئے)۔ کیا حد پار کر گئے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کیا بنا دیا؟ معبود بنا دیا، مشکل کشا بنا دیا حاجت روا بنا دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ محبت نہیں ہوتی اس محبت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ یاد رکھیں کہ میں کون ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم فرماتے ہیں''إِنَّمَا''(کہ صرف اور صرف میں)۔ کیا ہوں؟''أَنَا عَبْدُ''(اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں)۔''عَبْدُ''بندہ ہوں میں بندگی کرنے والا ہوں۔''أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ''(میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں)۔

اس باب میں بھی آیئے دیکھتے ہیں کہ محبت کی بات تو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے نہیں کی میں نے مثال دی محبت کی حدوں کی اسی طریقے سے خوف کی حد بھی ہے اور امید کی حد بھی ہے۔ تو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے اتنا ہی نہیں بلکہ نتیجہ بھی بیان کیا ہے کہ خوف کو اگر حد کے اندر (کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے ڈرے حدود شرعیہ کے اندر) جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہیں ان کا نتیجہ کیا ہوگا اور جو امید رکھے اللہ تعالیٰ سے شرعی حدود کے اندر اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور جو بغیر حد کے امید اور ڈر سے کام لیتا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

خوف اور امید کیونکہ دونوں متضادات ہیں دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں تو کیا دونوں کو برابر رکھنا چاہیے، کب خوف کا پلڑا بھاری ہونا چاہیے، کب امید کا پلڑا بھاری ہونا چاہیے، ان سوالوں کا جواب ان آیات اور احادیث سے ان شاءاللہ بیان کرتے ہیں جو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے بیان کی ہیں۔

شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں''قول الله تعالیٰ''(اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان)﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾(الاعراف:99)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾(کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہیں)﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾(اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ خبر دیتے ہیں سوال کرتے ہوئے کہ کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہیں یہ ڈرتے نہیں۔ یہ لوگ ہیں کون ویسے کن کے متعلق اللہ تعالیٰ بات فرما رہے ہیں؟ ہر مشرک، کافر اور نافرمان کے متعلق یاد رکھیں۔﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾ یہ جو نافرمانیاں کرنے والے ہیں چاہے یہ نافرمانی شرک ہو، کفر ہو، بدعت ہو، گمراہی ہو، یا کسی فرض کو ترک کرنا ہو یا کسی محرم کا ارتکاب کرنا ہو کیا یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو چکے ہیں؟ یہ لوگ کون ہیں؟ ہر نافرمان۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر کیا ہے؟ لفظ ہے مکر۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ مکار انسان ہے نیگیٹو (negative) ہے کہ نہیں؟ تو کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مکر کرنا؟ اگر یہ کہنا کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ مکر کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت

نہیں ہے کیونکہ یہ نیگیٹو ہے، یہ سلبی صفت ہے اللہ تعالیٰ کے لیے جتنی بھی سلبی صفات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں ہیں۔ جو مخلوق کے لائق نہیں تو اللہ تعالیٰ کے لائق کیسے ہو سکتی ہیں!

لیکن یہ صفت جو ہے بعض اوقات اچھی بھی ہوتی ہے۔ کب؟ جب کسی کے مقابلے میں ہو۔ ایک دشمن ہے وہ مکار ہے حیلے پر حیلے کر رہا ہے تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے آپ نے اس کے اس مکر کو دور کرنے کے لیے جو حیلہ اختیار کیا ہے وہ بھی تو حیلہ ہے نا لیکن جو آپ نے کیا ہے یہ صفت نقص نہ رہی اب، اگر آپ نہیں کرتے تو پھر آپ پر وہ غالب ہو جاتا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ تو غالب ہونے کے لیے آپ نے بھی ویسا کام کیا ہے جیسا اس نے کیا ہے لیکن یہ صفت جو ہے اب نقص کی نہ رہی اب یہ صفت کمال کی ہو گئی ہے۔ کب؟ تقابل میں۔

مکر کو اگر ہم سمجھیں مطلب سمجھیں تب بات آسان ہو گی ابھی بھی شاید بات آسان نہیں ہوئی۔

مکر کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کو نقصان پہنچائیں جہاں سے وہ جانتا بھی نہ ہو، اس جگہ سے دشمن کو نقصان پہنچائیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو کہ یہاں سے بھی یہ وار کر سکتا ہے مجھے تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ تو کیا یہ ہر صورت میں غلط ہے؟ ہر صورت میں غلط نہیں ہے ورنہ لوگوں کے حقوق نہ مارے جاتے! ایک شخص ہے وہ سیدھے ہاتھ سے نہیں آتا تو اس کو ٹیڑھے ہاتھ سے لے کر آنا چاہیے کہ نہیں؟ لیکن یہ ٹیڑھا ہاتھ جو ہے یہ شریعت کی حد کے اندر ہے یاد رکھیں یعنی یہاں پر ظلم نہیں ہو گا، جھوٹ نہیں ہو گا، فریب نہیں ہو گا، چغل خوری نہیں ہو گی، غیبت نہیں ہو گی، یہ چیزیں حرام ہیں۔

اب اس کی مثال دیکھیں کہ کافر کفر کرتا ہے، نافرمان نافرمانی کرتا ہے اور مکر و فریب سے کام لیتے ہیں۔ بے نمازی کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے میں نماز نہیں پڑھتا ہوں، یا کہتا ہے کہ میری دکان کھلی ہے دکان کا کون نگہبان ہے کون خیال کرے گا، یا کہتا ہے کہ میں جاب میں ہوں مجھے اجازت نہیں ملتی میں کیا کروں میں نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں، یا کہتا ہے کہ میں لیموزین ڈرائیور ہوں میں گاڑی باہر کھڑی کرتا ہوں تو چوری ہو سکتی ہے، یا میرے ساتھ کبھی سوار ہوتے ہیں تو وہ مجھے اجازت نہیں دیں گے کہ میں رُکوں (اپنے اپنے حربے ہوتے ہیں ناں جان چھڑانے کے لیے)۔ ایک وہ شخص سود کھاتا ہے کہتا ہے یار بچوں کی پرورش کرنا آج کے دور میں بہت مشکل ہے تو مال تو کمانا ہے ناں کیا کریں مجبوری ہے۔ پتہ نہیں کون سی مجبوری ہے! سبحان اللہ۔ بہر حال، یہ جو شخص باتیں کر رہا ہے کیا یہ سچا ہے؟ یہ مکر ہے اور فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں؟ کافر کو، مشرک کو، نافرمان کو ڈھیل دے دیتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں، کافر سمجھتا ہے اگر میں

غلط ہوتا تو پکڑ نہ ہوتی، سود خور سمجھتا ہے اگر میں غلط ہوتا ہے تو سارا مال ضائع نہ ہو جاتا، والدین کا نافرمان سمجھتا ہے اگر واقعی میں غلط ہوتا تو آسمان سے بجلی نہ گر جاتی۔

تواللہ تعالیٰ کی تدبیر کیا ہے یہاں پر ؟ ڈھیل دینا، اسے کہتے ہیں استدراج، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(الاعراف:182)(ہم ان کو وہاں سے ڈھیل دیں گے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتے)۔

اب کافر سینہ تان کر چلتے ہیں مسلمانوں پر یہودی کتنا ظلم ڈھارہے ہیں، یہودی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم غلط ہوتے تو ہمارا خاتمہ نہ ہوتا یہ زمین ہمیں نہ نگل لیتی یا آسمان سے بجلی نہ گر جاتی اس لیے جو ہم کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں، تو ڈھیل ہے۔ جانتے ہیں ڈھیل کیوں ہے ؟ کہ ظالم کا ظلم بڑھتا جائے بڑھتا جائے بڑھتا جائے اور اسے موقع ہی نہ ملے توبہ کا اور اسی پر مر جائے پھر سخت سے سخت پکڑ ہو اس کی۔

بے نمازی جو اس لیے نماز نہیں پڑھتا اس بہانے سے کہ میری نوکری ہے میں صبح اٹھ نہیں سکتا فجر کی نماز کے لیے، اور میں اٹھتا ہی سات بجے ہوں رات کو بارہ بجے گھر آتا ہوں تھکا ہوتا ہوں بیوی بچوں کے لیے میں کمارہا ہوں اللہ تعالیٰ تو غفور رحیم ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا تو یہ شخص مکار ہے یہ شخص تدبیر کر رہا ہے اپنے آپ کو بچانے کے لیے سچا نہیں ہے، سچا ہوتا تو فجر کی نماز باجماعت وقت پر ادا کرتا۔

جو شخص سود کھا کر کہتا ہے کہ میں نے بچوں کا پیٹ پالنا ہے حرام کمائی سے وہ شخص مکار ہے جھوٹی تدبیر کر رہا ہے اپنے بچوں کو حرام کمائی سے پال رہا ہے، اپنے بچوں کو جہنم میں دھکیل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کیا ہے ؟ کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑتا نہیں ہے اور نہ ہی اس کو کوئی سزا دیتا ہے کہ وہ سنبھل جائے، چھوڑ دیتا ہے اس کی موت اسی چیز پر واقع ہو جاتی ہے۔

یہ چیز بھی جان لیں یہ بات جان لیں کہ اس دنیا میں تکلیفیں جو ہوتی ہیں اس میں بھی خیر ہے انسان کے لیے یہاں سے گناہ کیا اللہ تعالیٰ جس کی بہتری چاہتا ہے تو اسے آگاہ کرتا ہے کوئی تکلیف آجاتی ہے، مومن کو پتہ چلتا ہے میں نے کوئی غلطی کی ہے وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے توبہ کر لیتا ہے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو معاف کر دیتا ہے اس ظلم کو معاف کر دیتا ہے، شرک اور کفر کو بھی اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ کب ؟ جب یہ بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے سچی توبہ کرے۔

بعض لوگ جو ہیں وہ برائی نہیں کر سکتے برائی کرتے ہیں پکڑے جاتے ہیں ،لوگ نہیں پکڑتے اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے ۔ تھوڑی سی غلطی ہوتی ہے جان بوجھ کر کوئی غلطی ہو گئی ہے تکلیف آ گئی ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ فلاں فلاں وجہ سے ہوئی ہے اپنے گریبان میں جھانکتے ہیں اور یہ اپنے آپ سے سوال کرتے ہیں کہ میں نے غلطی کہاں پر کی ہے ،ریوائز(revise) کرتے ہیں پورے دل کے اعمال کو اور یہ جان لیتے ہیں کہ ہاں اس شخص پر میں نے ظلم کیا تھا اسی کی سزا ہے۔

امام سفیان الثوری رحمۃاللہ علیہ مشہور محدث ہیں جب گھوڑے پر یا گدھے پر سوار ہوتے اور گدھا پریشان کر دیتا آسانی سے نہ بیٹھنے دیتا اور جب گھر میں جاتے اور بیوی کے اخلاق میں یا مزاج میں کوئی تبدیلی آتی تو فوراً دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔بیوی کو بُرا بھلا نہ کہتے اور نہ ہی گدھے کو چابک مارتے کہتے ان کا قصور نہیں ہے غلطی مجھ سے کہیں پر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

یہ جو ہمارے معاشرے میں ہمارے ارد گرد جو ہمیں مصیبتیں آتی ہیں بعض اوقات اس کے ذمہ دار ہم خود ہوتے ہیں۔ کتنے جھوٹ ایک دن میں بولتے ہیں، کتنی ہیرا پھیری کرتے ہیں ایک دن میں، کتنا ظلم کرتے ہیں ایک دن میں، سونے سے پہلے تھوڑا سا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ جو غلطیاں کی ہیں اُن کو سرخ الفاظوں سے imagine کریں(تصور کریں سرخ رنگ سے)اور جو اچھائیاں کی ہیں ان کو ہرے رنگ سے آپ تصور کریں اور آپ دیکھیں آپ آنکھیں جب بند کرتے ہیں سوچتے ہیں کتنی سرخیاں ہیں اور کتنی ہریالی ہے۔اگر آپ جنت کی ہریالی کو دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے آسان کرنا چاہتے ہیں اپنا محاسبہ خود کریں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کریں اور ان نافرمانیوں کو چھوڑ دیں جو ایک دیوار بن چکی ہیں تمہارے اور تمہارے ربّ کے بیچ میں۔

تو تقابل میں یہ جو صفت ہے نقص کی صفت ہے صفت الکمال بن جاتی ہے جب کسی کے مقابلے میں ہو اور اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ مکر کرتے ہیں مکر کرنے والوں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ تدبیر کرتے ہیں تدبیر کرنے والوں کے ساتھ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے صفت الکمال ہے۔ لیکن شرط کیا ہے؟ جب بیان کریں گے تو مقابل سے بیان کریں گے۔

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾ میں جو استفہام ہے کون سا استفہام ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ نکیر کر رہے ہیں ان لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خبر پھرتے ہیں کہ ارے اگر ہم غلطی پر ہوتے تو ہمیں اللہ تعالیٰ پکڑتے نہ! یہی بات مشرکین عرب بھی کرتے تھے کہ اگر ہم غلطی پر ہوتے اگر بت پرستی غلط ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں پکڑ نہ لیتا، اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہے۔

اللہ تعالیٰ کفر پر راضی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ شرک پر راضی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ بدعت پر راضی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نافرمانی پر راضی نہیں ہوتا اور پکڑنا، نہ پکڑنا یہ کس نے کہا کہ رضامندی کی نشانی ہے یہ استدراج ہو سکتا ہے اور بلکہ نافرمان کے لیے استدراج ہے، ہاں مومن کے لیے تکلیف ہے، جب کوئی تکلیف آتی ہے مومن کو تو اسے سنبھلنا چاہیے کہ کہیں مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی۔

اس آیت میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ استفہام انکاری کو جاننا اور یہ اس کی مثال ہے۔ اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ استفہام انکاری کی کیا مثال ہے یعنی ہے تو سوال لیکن جواب کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے یہ بے خوف ہیں جواب کیا ہے؟ جی ہاں۔ اگر واقعی خوف ہوتا ان کو تو کبھی ایسا عمل نہ کرتے نافرمانی نہ کرتے۔ تو اسے کہتے ہیں استفہام انکاری اللہ تعالیٰ ان پر نکیر کر رہے ہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے ڈرنا فرض ہے ہر مسلمان کو ڈرنا چاہیے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت مکر اور تدبیر جائز ہے بشرطیکہ مقابلے میں یہ صفت بیان کی جائے۔ یعنی یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ مکر کرتے ہیں جائز نہیں ہے، مکاروں کے ساتھ مکر کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے، پکڑ سے بے خوف ہونا ہلاکت ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مومن پر رحمت ہیں اور نافرمان پر فاسق پر زحمت ہیں۔

نعمتیں جو آرہی ہیں مومنوں پر تو رحمت ہیں ہم مومن ہیں نافرمان نہیں ہیں الحمد للہ فرمانبردار ہیں، لیکن جو نافرمان ہیں اور فاسق ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کیا ہیں ان کے لیے رحمتیں کیا ہیں زحمت ہیں کہ نہیں؟ زحمت کیوں ہیں؟ کیونکہ ان کو

موقع نہیں ملے گا کہ وہ توبہ کریں۔زحمت کیوں ہیں شر کیوں ہیں ؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے اور استدراج ہے۔

6۔استدراج عذاب کی قسموں میں سے ایک عذاب ہے۔استدراج،اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل عذاب کی قسموں میں سے ایک عذاب ہے۔

عذاب ضروری نہیں کہ آسمان سے بجلی گرے یا زمین میں زلزلہ آئے، یا کوئی انسان پانی میں ڈوب کر مرے یا طوفان میں مرے یہ عذاب کی قسمیں ہیں اور ان سے بڑھ کر جو قسم ہے عذاب کی وہ کیا ہے ؟ کہ کوئی شخص بُرائی پر زندگی بسر کرتا ہے اور اس سے توبہ نہ کرے ڈھیل کی وجہ سے۔یہ بڑا عذاب ہے کہ نہیں ؟!

کتنے لوگ ہیں آج ہمارے معاشرے میں کلمہ پڑھتے ہیں لیکن ان کا سر جھکتا ہے مزاروں پر، ان کا دامن اٹھتا ہے پیروں کے سامنے مردوں کے سامنے، ان کے لیے مشکل کشا حاجت روا اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ذات ہے جس کو وہ عظیم سمجھتے ہیں اور اُن کو اللہ تعالیٰ پکڑتا نہیں ہے۔کبھی کوئی مزار گرا ہے زلزلے کی وجہ سے ؟ کبھی آسمان سے بجلی گری ہے دیکھا ہے کبھی ؟ یہ کیا ہے ؟ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم بُرائی پر ہوتے تو ہماری پکڑ ضرور ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کفر اور شرک پر کبھی راضی نہیں ہوتا، جس پر اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو اور انسان دیکھے کہ اسے پکڑا نہیں جا رہا تو یہ کیا ہے ؟ استدراج ہے اور عذاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

بینکس دیکھیں سودی کاروبار ہوتا ہے ٹاورز بن رہے ہیں۔ابھی کتنے بنے ہیں سب سے لمبا کتنا ہے لمبائی کے اعتبار سے ؟850 میٹر، جو بن چکے ہیں ایک کلو میٹر تک، اللہ اکبر، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔اللہ اکبر ایسی بلڈنگز موجود ہیں کہ ایک ہی بلڈنگ ہے گراؤنڈ فلور میں اور ٹاپ فلور میں جو ٹمپریچر کا ڈیفرنس ہے وہ دس ڈگری کا ہے۔یہ بلڈنگ گرتی کیوں نہیں ہے ؟ سودی کاروبار ہوتا ہے استدراج ہے۔

زناخانے ہیں پکڑے نہیں جاتے استدراج ہے، بدعت خانے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ بعض جگہیں بدعت کے لیے مقرر کر دی گئی ہیں اُن پر آسمان سے بجلی نہیں گرتی استدراج ہے۔میرے بھائی اللہ تعالیٰ کی جیسے پکڑ سخت ہے ویسے ڈھیل اس سے بھی بڑی سخت ہے یاد رکھیں۔

جو انسان آج مر رہا ہے جو نافرمان آج مر رہا ہے وہ اس نافرمان سے اچھا ہے جو کل مر رہا ہے پتہ ہے ؟ جو نافرمان آج مر رہا ہے وہ اس نافرمان سے اچھا ہے جو کل یا پرسوں مر رہا ہے کیوں ؟ اس کے اعمال آج تک ختم ہو چکے ہیں، اس کا بوجھ

گناہوں کا وہ آج کے دن تک ہے کل کے دن کے بوجھ اور پرسوں کے دن کے بوجھ سے اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دے دی ہے اس کا حساب نہیں ہو گا لیکن جو پرسوں مر رہا ہے اُس کے گناہوں کا بوجھ اِس کی نسبت سے دو دن کا زیادہ ہو گا۔
بعض لوگوں پر موت بھی رحمت ہوتی ہے دنیا میں زندگی سے موت ہی زیادہ بہتر ہے اُن کے لیے اور یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں۔

7۔ڈر اور امید کا ایک دل میں جمع ہونے کی اہمیت۔

مومن کے دل میں کیا ہوتا ہے ؟فرمانبردار مومن کے دل میں کیا ہوتا ہے ؟ڈر یہ ہوتا ہے کہ میں نافرمانی کروں گا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔امید کیا ہوتی ہے ؟میں فرمانبردار بنوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے اُس کا ثواب ضرور عطا فرمائے گا کوئی عمل ضائع نہیں ہو گا میرا،ایک ایک قدم خیر کی طرف میں بڑھاتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ پر امید ہے کہ اس کا بدلہ مجھے دنیا میں نہ سہی آخرت میں ضرور ملے گا۔

یہ مومن کا دل ہے ڈر،خوف کہ میں نافرمانی کروں گا اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا جب اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا میری پکڑ ہو سکتی ہے مجھے نقصان ہو سکتا ہے ،تو خوف دل میں رہتا ہے۔اگر یہاں پر نقصان نہ ہو تو آخرت میں کہیں نہیں گیا ناں جہنم تو ہے سامنے تو اُس ڈر اور امید کے درمیان میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے یہ دو حدیں ہیں اس کی زندگی میں کہ ایک طرف ڈر ہے ایک طرف امید ہے وہ درمیان میں ہی رہتا ہے بس۔

8۔سب سے بڑا خسارہ اور نقصان کسی انسان کے لیے یہ ہے کہ وہ جہنمی بن جائے نعوذ باللہ۔جہنمی !جس کی آخرت نہیں اس کی دنیا بھی نہیں کچھ بھی نہیں!

جو لوگ اس دنیا میں نافرمانی کرتے ہیں اور نافرمانی پر ہی مر جاتے ہیں اور کوئی پکڑ نہیں ہوتی ان کی وہ شخص تھوڑا سا گریبان میں جھانکے اچھی طرح سمجھے کہ وہ بڑے شر میں ہے خیر میں کبھی نہیں ہے۔دیکھیں نافرمان ہے اور کبھی تکلیف نہیں ہوئی ہو سکتا ہے ؟ہو سکتا ہے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک شخص آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے سر میں درد ہے شدید درد ہے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو دعا بتائی ہے اور سمجھایا ہے۔دوسرا شخص آکر کہتا ہے یہ سر کا درد ہوتا کیا ہے بخار ہوتا کیا ہے ؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھایا سر کا درد ایسے ہوتا ہے بخار یہ ہوتا ہے(اس شخص کی عمر

پچاس سال کے قریب تھی) کہتا ہے مجھے تو کبھی تکلیف ہوئی نہیں میں جانتا ہی نہیں ہوں سر کا درد کیا ہوتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب وہ شخص گیا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

کیسے جہنمی ہے ؟یعنی جس کو کبھی تکلیف نہیں ہوئی کوئی بھی تکلیف ہوئی نہیں ہوئی وہ تو شر میں ضرور ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے اس شخص کے لیے کہ نافرمان ہے کافر ہے تکلیف بھی نہیں ہوئی اسے کبھی، سبحان اللہ۔

آپ تصور کر سکتے ہیں اگر کافر کو اللہ تعالیٰ قدم قدم پر پکڑ لے جب کلمہ نہیں پڑھتا اس کا گلا بند ہو جائے، نماز نہیں پڑھتا اس کی سانس بند ہو جائے، زکوۃ نہیں دیتا اس کے گردے بند ہو جائیں، توبہ کرے گا نہیں کرے گا وہ؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا ہے مومن کو بھی چھوڑ دیا ہے اور کافر کو بھی چھوڑ دیا ہے، فرمانبردار کو بھی چھوڑ دیا ہے نافرمان کو بھی چھوڑ دیا ہے، لیکن مومن کو اللہ تعالیٰ بعض اوقات پکڑتا ہے تاکہ وہ توبہ کرے اور کافر کو اور فاسق کو بعض اوقات نہیں پکڑتا تاکہ وہ کبھی توبہ نہ کرے۔

تو اصل خسارہ کیا ہے اصل نفع کیا ہے؟ اصل نفع دنیا کا نفع نہیں ہے یاد رکھیں اصل نفع ہے جنت کا، اور اصل خسارہ دنیا کا خسارہ نہیں ہے کہ میرا مال چلا جائے گا سود چھوڑ دوں گا، میری گدی چلی جائے گی میں گدی نشین ہوں، یہ مزاروں کا کیا ہوگا! ہر گز نہیں اصل خسارہ آخرت کا خسارہ ہے۔

سورۃ مریم میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام بڑی پیاری بات فرماتے ہیں اپنے والد سے آیت نمبر 45 میں ذرا الفاظوں پر غور فرمائیں،

فرماتے ہیں ﴿يَٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيۡطَٰنِ وَلِيًّا﴾ (مریم:45)۔

﴿يَٰٓأَبَتِ﴾ کتنے پیار سے اب مومن بیٹا کافر باپ سے گفتگو کر رہا ہے۔ والدین کا ادب دیکھیں کہ اگر کافر بھی ہے تب بھی ادب سے بات کرنی ہے اور بعض ہمارے مسلمان بیٹے، بچے والدین کے سامنے بات کرتے ہیں ایسے سر اٹھا کر بات کرتے ہیں" کیا ابھی تو کام کر کے آیا ہوں پھر دوبارہ کام بتا دیا!"۔

سبحان اللہ ،دیکھیں ﴿يَٰٓأَبَتِ﴾ (اے میرے پیارے باپ! اے میرے باپ! (ابا جان، ابا حضور)) ﴿إِنِّيٓ أَخَافُ﴾ (میں ڈرتا ہوں)۔ کس چیز سے ؟ ﴿أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾ (اللہ نہیں فرمایا ربّ نہیں فرمایا رحمٰن کا لفظ دیکھیں لفظ کیسے چنے ہیں! مجھے ڈر ہے کس چیز کا؟) کہ تمہیں کوئی عذاب چھوئے رحمٰن سے)۔ جو اصل میں ہے الرحمٰن الرحیم جو عذاب نہیں دیتا اپنے بندوں کو جس کی صفت ہی الرحمٰن الرحیم ہے جس کی رحمت اتنی وسیع ہے

کہ آپ جیسے کافروں پر بھی رحم کر رہا ہے، زندہ تو ہیں ناں آپ۔ جانور بھی زندہ ہیں کافر بھی زندہ ہیں یہ وسیع رحمت ہے ﴿اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ﴾۔ یہ عذاب کیسا ہے؟ ﴿فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا﴾(سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ کوئی شخص ولی، دوست بن جائے شیطان کا اور شیطان کے راستے پر چلتا رہے اور اس کی پکڑ بھی نہ ہو) مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب ایسا نہ آئے کہ تمہاری پکڑ نہ ہو بس تمہیں اللہ تعالیٰ شیطان کا دوست بنا دے یہ سب سے بڑا عذاب ہے)۔

اور اس دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو شیطان کے دوست ہیں کیا کہتے ہیں ان کو؟ شیاطین الانس اور یہ شیاطین الجن سے زیادہ خطرناک ہیں۔ شیاطین الجن جو ہیں آیت الکرسی پڑھیں گے تو بھاگ جائیں گے، اور شیطان الانس آیت الکرسی پڑھیں پورا قرآن مجید پڑھ لیں وہ آپ کے قریب بیٹھیں گے اِدھر اُدھر گھیر لیں گے آپ کو اٹھیں گے نہیں، آپ کو گلے سے ایسے پکڑ لیں گے، قرآن مجید ان پر اثر نہیں کرتا۔ زیادہ خطرناک ہے کہ نہیں؟! اور نہ جانے کتنے شیاطین الانس ہیں جو ہمارے معاشرے میں آج ایسے عہدے پر فائز ہیں کہ لوگ ان کی بات کو سنتے ہیں ان کو اپنا امام، شیخ، شیخ الاسلام، بڑے بڑے لقب دیتے ہیں اور حقیقتاً وہ امام تو دور کی بات ہے اسلام تو دور کی بات ہے شیخ تو دور کی بات ہے کہ اگر ان کو اسلام اور توحید کی بنیادی تعلیم ہوتی ناں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں توحید اور سنت کے حق میں کبھی غلطی نہ کرتے، سب سے بڑے شرک پھیلانے والے بدعت پھیلانے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقول اللہ تعالیٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾(الحجر:56)(اور گمراہ لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں)۔

القنوط کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ ﴿الضَّآلُّوْنَ﴾ کون ہیں؟ گمراہ جو راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی ایک خبر بیان کر رہے ہیں جب تین فرشتے سیدنا جبریل، سیدنا میکائیل اور سیدنا اسرافیل علیہم الصلاۃ والسلام قوم لوط کی بستی پر عذاب نازل کرنے کے لیے گئے تھے تو راستے میں سیدنا ابراہیم الصلاۃ والسلام سے ملاقات کر کے بعد میں گئے اور بیٹے کی خوشخبری بھی دی۔ جب وہاں پر گئے تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا یعنی ان پر عذاب کیوں نازل کرنا چاہتے ہو ان میں تو سیدنا لوط علیہ الصلاۃ والسلام

بھی ہیں مومن لوگ بھی ہیں؟تو انہوں نے فرمایا ہم جانتے ہیں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بچ جائیں گے جو کافر ہیں وہ پکڑے جائیں گے۔

جب بچے کی خوشخبری دی ہے کہا اس عمر میں بچے کہاں سے؟! سبحان اللہ،ایک سو سے زیادہ عمر ہو گئی ہے بیوی بھی بانجھ ہو چکی ہے تو انہوں نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ پھر اس جواب میں وہ فرماتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ﴿قَالَ وَمَنۡ يَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآ لُّوۡنَ﴾ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ضرور کوئی حکمت ہو گی کہ اس عمر میں اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے، حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی۔

اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے۔

2اللہ تعالیٰ کی صفۃ الرحمۃ کا ثبوت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان ہے شان ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گمراہ لوگوں کی نشانی ہے۔

4۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا حرام ہے اور ہلاک کر دینے والا عمل ہے۔

5۔ایمان اور ہدایت کی نشانیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا یہ ایمان کی نشانی ہے (ایمان اور ہدایت کی نشانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن الظن (اچھا گمان رکھنا))۔

6۔سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت۔

"حسن الظن باللہ" اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے،امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں جب ان کو بتایا گیا کہ حجاج بن یوسف الثقفی جو معروف ظالم اور فاسق گورنر تھے (معروف)امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ موت کے وقت اُس شخص کے منہ سے یہ الفاظ نکلے مرنے سے پہلے وہ کہتا ہے "يا ربّ إنهم زعموا أنك لن تغفر لي فإني أرجو مغفرتك" (اے اللہ تعالیٰ! اے میرے ربّ! اے میرے پروردگار! اے میرے مشکل کشا حاجت روا! آج میں مشکل میں ہوں (آخری وقت ہے سانس پھولی ہوئی ہے) یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ مجھے معاف نہیں کریں گے جو میرے گناہ ہیں لیکن اے اللہ تعالیٰ! میں آج بھی تیری رحمت کا امید وار ہوں میں آج بھی تیری مغفرت سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اس حال میں

ضرور معاف کر دیں گے (آخری وقت میں))۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "إن نجا فسينجوا من هذه الكلمة" (اگر اس کی بخشش ہوئی اور وہ بچ گیا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے تو ان ہی الفاظوں سے بچے گا وہ)۔

آخر وقت میں کیا تھا؟ ''حسن الظن باللہ''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ" (عملوں کا دارومدار خاتمے پر ہوتا ہے)۔ خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے بعض لوگ عبادت کرتے رہتے ہیں کرتے رہتے ہیں لیکن خاتمے کے وقت انہیں کی توفیق نہیں ملتی اور ایک دو لفظ کہہ کر کفر یا شرک یا بدعت پر مر جاتے ہیں نعوذ باللہ۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''بعض لوگ ایک کلمے کی وجہ سے ایک لفظ کی وجہ سے جہنم کی تہہ میں جا کر گر جاتے ہیں''۔ کفریہ لفظ شرکیہ لفظ منہ سے نکل جاتا ہے اور انسان کا سارے کا سارا عمل اکارت ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں حدیث قدسی میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي" (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں (اچھا گمان کرتا ہے مجھ سے تو اس کو اچھائی ملے گی اگر بُرا گمان کرتا ہے میرے ساتھ تو اس کو اچھائی کبھی نہیں ملے گی))۔

اگلی حدیث میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ، فَقَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، وَالأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ"۔ اسے البزار نے، ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے حسن فرمایا ہے کہ حسن روایت صحیح روایت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کبائر گناہ کے متعلق کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (۱) ''الشِّرْكُ بِاللَّهِ'' (اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا)، (۲) "وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ" (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا)، (۳) ''وَالأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ" (اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے اور پکڑ سے بے خوف ہونا)، یہ تین چیزیں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا جاتا ہے کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ یاد رکھیں گناہ دو قسم کے ہیں صغیرہ گناہ ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں اور دونوں حرام ہیں۔ کبیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ضد میں کچھ صغیرہ بھی ہوتے ہیں، یا صغیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی ضد میں دوسرے کبیرہ بھی ہوتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ صغیرہ کا مطلب چھوٹے ہیں تو کریں، ہر گز نہیں! مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام کر دیا ہے تو وہ حرام ہے یہ نہ دیکھے کہ کبیرہ ہے یا صغیرہ ہے۔ حرام دو قسم کا ہوتا ہے ایک صغیرہ گناہ ہے اور ایک کبیرہ گناہ۔

تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مثال بیان کی تین چیزوں کی ورنہ کبیرہ گناہ ان تین چیزوں سے بہت زیادہ ہیں۔

کبیرہ گناہ کیا ہے؟ علماء فرماتے ہیں شریعت کے نصوص کو جمع کرتے ہوئے کبیرہ گناہ وہ گناہ ہے وہ حرام چیز ہے جس پر یا تو لعنت بھیجی گئی یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ اور عذاب کی دھمکی دی گئی یا جہنم کی سزا سنائی گئی کہ ویل ہے۔ ویل کا لفظ استعمال کیا جہنم کی سزا سنائی گئی یا دنیا میں کوئی حد قائم کرنے کی سزا قائم کر دی گئی، یہ جتنی بھی چیزیں ہیں یہ کبیرہ گناہ ہیں ۔ہر وہ گناہ جس پر لعنت بھیجی گئی یا جس کے مرتکب پر لعنت بھیجی گئی یا عذاب کی دھمکی دی گئی، یا دنیا میں کوئی حد اس پر مقرر کی گئی، یا جہنم کی سزا سنادی گئی یہ ضابطہ ہے کبیرہ گناہ کا۔

صغیرہ کیا ہے اس کے ضد میں؟ ہر وہ گناہ جس پر یہ چیزیں نہ ہوں کہ نہ لعنت بھیجی گئی ہے، نہ دنیا میں کوئی حد ہے، نہ ہی جہنم کی سزا سنادی گئی، یہ صغیرہ گناہ ہے۔

مثال، غیر محرم عورت کو دیکھنا حلال ہے؟ حرام ہے (حرام ہے پکی بات ہے)، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (النور:30) (اپنی آنکھیں جھکا دیں)۔ فعل امر ہے وجوب کے لیے ہے یعنی غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے لیکن یہ حرام جو ہے کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ گناہ ہے؟ یہ صغیرہ گناہ ہے۔ سود خوری کبیرہ گناہ ہے۔ کیوں؟ سود خور پر لعنت بھیج دی گئی ہے۔

اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ صغیرہ ہے تو دیکھو جا کر اجنبی عورتوں کو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں حرام ہیں کبیرہ گناہ کی پکڑ زیادہ سخت ہوتی ہے صغیرہ کی نسبت سے، دوسرا فرق یہ ہے کہ صغیرہ گناہ اچھے اعمال سے مٹ جاتے ہیں کبیرہ گناہ نہیں مٹتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود:114) (اچھے اعمال بُرے اعمال کو ختم کر دیتے ہیں)۔

وہ کون سے بُرے عمل ہیں جو اچھے عمل سے ختم ہو جاتے ہیں؟ صغیرہ گناہ ہیں، اور مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ نہیں ہے آ کر یہ پوچھے کہ بھئی صغیرہ گناہ کون سے ہیں میں وہ کروں پھر نماز بھی پڑھوں گا اچھے عمل بھی کروں گا تو وہ مٹ جائیں گے۔ نہیں! یہ مومن کے ایمان کا تقاضہ نہیں ہے مومن کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ گناہ ہو جائے اس کا دل دھڑکتا دھڑکتا پھٹنے کو آئے کہ مجھ سے گناہ کیوں ہوا ہے۔

مومن سے جب غلطی ہوتی ہے تو اس کے اوپر پہاڑوں کا بوجھ ہوتا ہے اور جب فاسق سے غلطی ہوتی ہے گناہ ہوتا ہے یعنی تو اس کے جسم پر ایسے جیسے مکھی بیٹھی ہے اور چلی گئی، یہ دونوں برابر نہیں ہیں میرے بھائیو۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کی خبر دی ہے جو کبیرہ گناہ ہیں "الشِّرْكُ" اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہر اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے ربوبیت میں، عبادت میں، اور اسماء والصفات میں ۔"الْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ "رَوْحِ اللَّهِ" کا کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کبیرہ گناہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خبر رہنا یہ تیسری بات ہے۔

بعض لوگ گناہ کرتے ہیں جب ان سے کہا جائے کہ توبہ کریں کہتے ہیں "اب تو ہم گناہ گار ہیں اب ہماری خیر ہے ہی نہیں تو توبہ کرنے کا فائدہ کیا ہے"؟! ۔ یہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾(الزمر:53)(اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے لیکن گناہ تب معاف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جب یہ بندہ توبہ کرے۔

دوسرا شخص، گناہ کرتے جاتے ہیں کرتے جاتے ہیں کرتے جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ "اگر غلطی پر ہوتا اللہ تعالیٰ پکڑ تو لیتا ناں ہمیں"۔ "الْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ" اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہیں یہ لوگ یہ بھی خطرے میں ہیں۔

ایک اللہ تعالیٰ کی امید سے دور ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کے ڈر سے دور ہیں دونوں خطرے میں ہیں اور دونوں ہلاکت کے راستے پر چل رہے ہیں اگر توبہ نہیں کرتے تو ضرور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ گناہوں کی دو قسمیں ہیں کبیرہ اور صغیرہ اور دونوں حرام ہیں۔

2۔ شرک سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے۔

4۔ ڈر اور امید کو ایک ساتھ ایک دل میں جمع کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر۔ اِس مسلمان کے دل میں ڈر اور امید دونوں موجود ہوں ڈر اور امید ہر مسلمان کے دل میں موجود ہونا فرض ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہیں۔

6۔اللہ تعالیٰ کی صفت مکر کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ مکر کرتے ہیں لیکن مقابل میں مکر کرنے والوں کے ساتھ۔

7۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان کرنا فرض ہے۔

اور آخری اُثر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ :

"عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ،وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللهِ، وَالْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ"۔ "رواہ عبد الرزاق" یہ عبد الرزاق کی روایت ہے سند صحیح ہے لیکن یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔

موقوف روایت کیا اور مرفوع روایت کیا ہے؟موقوف صحابی کا قول ہے، مرفوع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ یہاں پر کیا ہے کس کا قول ہے یہ ؟سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جو صحابی ہیں اسے کہتے ہیں موقوف روایت۔ایک یہ مثال ہے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ موقوف روایت کی مثال بیان کریں تو یہ مثال ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشہور اور عظیم صحابی یہی بات بیان کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے کوئی نئی بات نہیں ہے ملتی جلتی باتیں ہیں، فرماتے ہیں "أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ"۔پہلی حدیث میں کیا تھا؟کبائر کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ کبیرہ گناہ کیا ہیں۔اس روایت میں کیا ہے؟"أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ"(کبیرہ گناہ سے بھی کبیرہ گناہ)۔یعنی مطلب یہ ہوا کہ کبیرہ گناہ بھی برابر نہیں ہیں یہ کبیرہ گناہوں سے بھی کبیرہ گناہ کچھ اور ہیں۔اس لیے میں نے کیا کہا ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ کیا ہے؟الشرک ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دیکھیں کیسے سمجھتے ہیں نصوص شرعیہ کو فرماتے ہیں"أَكْبَرُ الْكُبَائِرِ"(سب سے بڑے کبیرہ گناہ) "الْإِشْرَاكُ بِاللهِ"(اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا)۔

علی مشکل کشا ہے، غوث حاجت روا ہے، پاک پتن والا اولاد دیتا ہے، اجمیر والا رزق دیتا ہے، یہ شرک اکبر ہے۔سب سے بدترین شرک جانتے ہیں کون سا ہوتا ہے؟سب سے بدترین شرک "الشرك في الربوبية"(کہ ربوبیت میں شرک کرنا)۔ابو جہل نے بھی یہ شرک نہیں کیا تھا ابو جہل بھی جانتا تھا کہ مشکل کشا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہے، رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اولاد اللہ تعالیٰ دیتا ہے، کبھی ہبل، لات، عزیٰ سے ابو جہل نے اولاد نہیں مانگی اور نہ ہی رزق مانگا ہے۔ابو جہل، ابو لہب لات اور عزیٰ کے لیے قربانی دیتے بکرے ذبح کرتے، بتوں کا طواف کرتے کعبے کے ارد گرد۔بت تھے ناں تو کعبے کا طواف بتوں کا طواف بھی کرتے تھے، بتوں کو پکارتے دعا کرتے ان سے لیکن اولاد مانگتے ؟ ہر گز نہیں! مشکل کشائی حاجت روائی کا تصور کرتے ؟ہر گز نہیں!

توسب سے بدترین شرک کون سا ہے ؟ ''الشرك في الربوبية'' ۔ کیوں بدترین ہے ؟ کیونکہ ابوجہل کا بھی کفر نہیں ہے یہ ابوجہل کا شرک نہیں ہے یہ تو اُن سے بھی بڑھ کر ہے !

''وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللهِ'' (اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور تدبیر سے بے خوف ہونا) ''وَالْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ'' (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا) ''وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ'' (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا)۔ یہ ساری کی ساری جو ہیں وہ مہلک چیزیں ہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس طریقے سے قرآن اور سنت کو سمجھا ہے۔ اس لیے ہمارا مقصد کیا ہے ان دروس کا بار بار میں یہ کیوں کہتا ہوں کہ سلف کا راستہ اپناؤ وجہ کیا ہے ؟

میرے بھائی اسی میں خیر اور عافیت ہے ، قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے اور حدیث کو سمجھنے کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہے جو خیر اور عافیت کا راستہ ہے باقی سارے راستے گمراہی کے راستے ہیں یاد رکھیں۔ عقل کا راستہ ہو ، یا کسی اور کی اتباع کا راستہ ہو ، ذوق اور وجد کا راستہ ہو ، جتنے بھی دوسرے راستے ہیں وہ سارے گمراہی کے راستے ہیں قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے ایک ہی راستہ ہے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ ہے اور ثبوت آپ کے سامنے ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس طریقے سے سمجھا ہے کہ کبیرہ گناہ بھی ہوتے ہیں بلکہ اکبر الکبائر بھی ہوتے ہیں اور شرک سب سے بڑا بدترین گناہ ہے۔

کیا مسلمان سے شرک ہو سکتا ہے ؟ اگر نہ ہو سکتا تو کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو کبھی (پچھلی حدیث میں) یہ بیان کرتے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ؟ پوچھنے والا تو صحابی ہی ہے ناں مومن ہے اگر کلمہ گو سے شرک نہ ہو سکتا تو کبھی کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ کرتے شرک سے ؟ ! سب سے پہلے وہی بات فرماتے کہ بچوان چیزوں سے جن سے بچنا ہے شرک سے نہیں بچنا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے شرک کی بات فرمائی ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی شرک ہو سکتا ہے آگاہ رہنا احتیاط کرنا کہیں تمہاری زندگی میں شرک ایک لمحے کے لیے بھی نہ آجائے (لیکن ایک لمحہ تو کیا نعوذ باللہ بعض لوگوں کی زندگی میں شرک اپنی جڑیں کر چکا ہے وہ ایک قدم آگے پیچھے نہیں ہو سکتے بغیر شرک کے نعوذ باللہ)۔

اس کو کیا بولتے ہیں حدیث نہیں بولتے کیا بولتے ہیں ؟ اَثر بولتے ہیں۔ حدیث اور اَثر میں کیا فرق ہے ؟ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے اور اَثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کا فرمان ہوتا ہے۔

فوائد جو اہم پیغام ہیں اس اَثر میں :

1۔ شرک حرام ہے سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے،اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا حرام ہے،اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے۔

2۔گناہ دو قسم کے ہیں کبیرہ اور صغیرہ۔

3۔ کبیرہ گناہ بھی دو قسم کے ہیں ایک زیادہ کبیرہ ہیں ایک کم کبیرہ ہیں۔

اس کی مثال کوئی جانتا ہے کہ ایک گناہ ہے کبیرہ ہے، گناہ ایک ہے لیکن کسی وجہ سے اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے ؟زنا کی مثال۔ کیا؟ بغیر شادی شدہ شخص زنا کرتا ہے اور شادی شدہ شخص زنا کرتا ہے شادی شدہ شخص کی سزا کیا ہے ؟موت ہے ۔اور بغیر شادی شدہ شخص کی سزا کیا ہے ؟ کوڑے ہیں۔

زنا کی اور مثال ؟کسی اور عورت سے زنا کرنا گناہ ہے اور پڑوسن کی بیوی سے زنا کرنا اس سے بڑا گناہ ہے اور نعوذ باللہ محارم سے زنا کرنا اس سے بڑا گناہ ہے۔بہن سے ماں سے نعوذ باللہ زنا کرنا،بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو نشے کی (ہیروئن کے نشے یا شراب کی نشے کی) وجہ سے اپنی بہنوں سے اور ماؤں سے زنا کرتے ہیں نعوذ باللہ۔

سود کا کم سے کم درجہ کیا ہے ؟پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ابن ماجہ کی روایت میں صحیح سند کے ساتھ کہ سود کے بہت سارے حصے ہیں سب سے کم ترین حصہ کیا ہے ؟کہ نعوذ باللہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ جتنا گناہ اُس شخص کو ہے جو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے اتنا ہی اس شخص کو گناہ ہے اس کے برابر جو کم درجے کا سود لیتا ہے دنیا میں، کم درجے کا سود!

4۔اللہ تعالیٰ کی صفت مکر ثابت ہے بشرطیکہ مقابل میں ہو۔اگر یہ صفت ثابت نہ ہوتی تو کیا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صفت کو بیان کرتے جرأت کرتے ؟! یہ صحابی کی میں بات یہاں پر بیان کر رہا ہوں یعنی حدیث کو وہ یہ کہتے کہ ہماری عقل کہتی ہے کہ مکر کی صفت تو نقص کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کیسے ہم بیان کر سکتے ہیں یہ غلط ہے ہم نہیں مانتے۔ بھئی آپ کی عقل جیسی بھی ہو صحابی کی عقل سے اچھی ہوسکتی ہے ؟! ہمارا ایمان ہے نہیں ہوسکتی، صحابی نے کیسے سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت جو ہے ثابت ہے لیکن مقابل کے ساتھ۔

5۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کی صفت کا ثبوت۔

6۔دنیا کے ہر معاملے میں اعتدال اور انصاف سے کام لینا فرض ہے۔

اس میں اعتدال اور انصاف کی بات کہاں سے آئی؟ کہ خوف اور ڈر جو ہے اس میں اعتدال کا ہونا ضروری ہے۔اعتدال کا مطلب کیا ہے؟ کہ حد سے نہ بڑھے، نہ خوف حد سے بڑھے اور نہ امید حد سے بڑھے۔

خوف حد سے بڑھ جاتا ہے تو آگے کیا ملے گا؟مایوسی۔ بھئی خوف حد سے بڑھ جائے تو مایوسی ہوتی ہے کہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا یہ خوف حد سے بڑھا ہے یا نہیں بڑھا؟

کوئی زانی زنا کو نہیں چھوڑتا کیوں نہیں چھوڑتا؟ کہتا ہے کہ بھئی میں تو ہلاک ہو چکا اللہ تعالیٰ تو معاف ہی نہیں کرے گا مجھے! تو گناہوں میں بڑھتا جاتا ہے۔کیوں؟ کیونکہ وہ اتنا ڈر چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امید کھو بیٹھا ہے اب اس کے سامنے دروازے بند ہو چکے ہیں، یہ ڈر جو ہے یہ مذموم ڈر ہے شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حد پار کر چکا ہے۔رجاء، امید اگر حد سے بڑھ جائے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے؟اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو جاتا ہے، یہ امید نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا ہے اور مومن ان دونوں کے بیچ میں رہتا ہے۔

ان دونوں کا نتیجہ کیا ہے اگر حدود میں رہیں تو کیا نتیجہ ہے اگر حد پار کریں تو کیا نتیجہ ہے؟اگر خوف اور ڈر کی حد میں رہیں تو نتیجہ کیا ہے؟ تقویٰ ہے ایمان ہے اور کامیابی ہے جنت ہے۔اگر حد پار کر جائیں نتیجہ کیا ہے؟ گمراہی ہے اور گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی اور سلف صالحین کے روشن منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کوئی سوال ہے؟"امن"(یعنی سکیورٹی محسوس کرنا،یئس ناامید)"قنوط"(دور ہونا)۔یہ الفاظ ہیں مختلف لیکن جب ہم جملے میں استعمال کرتے ہیں تو ان کا اپنا معنی متعین ہو جاتا ہے اور تینوں کے معنی ایک ساتھ ملتے ہیں جا کر آخر میں۔

انجانے میں الفاظ نکل جائے تو توبہ کرے انجانے میں سبق لسانی سے معافی ہے کہ سبق لسانی ہو گئی۔ایک شخص نے دعا کی اور خوشی میں اس نے یہ کہا کہ میں ربّ ہوں تو میرا بندہ ہے(صحیح مسلم کی روایت ہے)۔خوشی میں اس کی عقل بند ہو گئی عقل پر تالے لگ گئے تھے اور اس نے یہ کہا کہ اے اللہ تعالیٰ میں ربّ ہوں تو میرا بندہ ہے یہ کفریہ لفظ ہے کہ نہیں؟لفظ کفریہ ہے کہ نہیں لیکن بے ساختہ نکلا ہے سبق لسانی ہے تو اس کی معافی ہے۔ہاں بالکل، یعنی یہ آیت عام طور پر نصاریٰ پر اتری ہے کہ وہ عمل تو کر رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ ہمیں پکڑتا نہیں

ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا یہ لوگ جو یہ عمل کر رہے ہیں یہ اپنے عمل کو اچھا عمل سمجھتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو چکے ہیں کیا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾(غافر:59)بہت کم لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾(یوسف:106)یعنی دنیا میں اکثر لوگ بے ایمان ہوں گے اکثر لوگوں کا ایمان نہیں ہوگا۔ آج آپ دیکھیں دنیا میں کفر کی کیا تعداد ہے، مسلمان کی کیا تعداد ہے اور جو مومن ہیں ان کا ایمان کتنا مضبوط ہے آپ کو یہ نتیجہ ملے گا آخر میں کہ سچے مومن، پکے مومن بہت کم ہیں، بہت کم ہیں! آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں دیکھیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ادوار میں دیکھیں مومن کتنے ہوتے تھے؟ ایک گروہ۔ کافر کتنے ہوتے تھے؟ پوری بستی۔ عذاب پوری بستی پر اترتا اور ایک گروہ بچ جاتا۔ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں دیکھیں کہ چند لوگ تھے نو سو سال کی توحید کی دعوت کے باوجود بھی چند بندے تقریباً اسّی (80) سے تھوڑا زیادہ یا کم بندے تھے جو ایمان لے کر آئے تھے باقی ساری کی ساری قوم کافر اور سب تباہ و برباد ہو گئے فنا ہو گئے، مر گئے صرف اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بچا لیا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (070. کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio